فقہ حنفی کی اردو زبان میں لکھی جانے والی کتاب "بہشتی زیور"
پر اعتراضات کا ایک سرسری جائزہ

بہشتی زیور

پر اعتراضات کے جوابات

مرتب
حضرت مولانا سید مشتاق علی شاہ

مکتبہ شیخ الاسلام
کوسہ ممبرا ضلع تھانہ
۹۳۲۲۴۷۱۰۴۶

بہشتی زیور

پراعتراضات کے جوابات

مرتب

حضرت مولانا سید مشتاق علی شاہ

شاگرد رشید:

مناظر اسلام ماحیٔ غیر مقلدیت

حضرت مولانا محمد امین صفدرؒ

ناشر

مکتبہ شیخ الاسلام کوسہ ممبرا ضلع تھانہ (ممبئی)

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
اعتراض نمبر۱	4
الٹا وضو کرنے سے وضو ہو جاتا ہے	4
اعتراض نمبر۲	7
چھوٹی لڑکی سے اگر صحبت کی تو اس پر غسل فرض نہیں	7
اعتراض نمبر۳ (الف)	8
کتا، بلی، بندر، شیر کی کھال پاک ہے	8
اعتراض نمبر۳ (ب)	9
بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے	9
اعتراض نمبر۴	10
درہم کے برابر گندگی معاف ہے	10
اعتراض نمبر۵	14
چوتھائی حصہ سے کم گندگی معاف ہے	14
اعتراض نمبر۶	15
ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی اس کو زبان سے تین بار چاٹ لیا تو ہاتھ پاک ہو جائے گا	15
اعتراض نمبر۷	16
کتا نجس نہیں	16
اعتراض نمبر۸	17
بچے کی پیدائش کے وقت بھی نماز معاف نہیں	17
اعتراض نمبر۹	18
سبحان ربی العظیم اگر نہیں پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہیں	18
اعتراض نمبر۱۰	19
فرض نماز کی پچھلی دو رکعتوں میں قراۃ کا مسئلہ	19

عنوان	صفحہ
اعتراض نمبر۱۱	21
گاؤں میں طلوع فجر کے بعد اور عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا	21
اعتراض نمبر۱۲	22
نکاح کے بعد اور رخصتی سے پہلے بچے کی پیدائش	22
اعتراض نمبر۱۳	22
بچے کے حرامی اور حلالی ہونے کا مسئلہ	22
اعتراض نمبر۱۴	25
ناپاک تیل اور چربی کا صابن بنا لیا جائے تو پاک ہو جائے گا	25
اعتراض نمبر۱۵	26
وضو کرنے کے بعد اگر کسی کو شبہ ہو جائے تو وہ آخری عضو دھولے	26
اعتراض نمبر۱۶	27
کپڑا لپیٹ کر جماع کرنے سے غسل فرض نہ ہوگا	27
اعتراض نمبر۱۷	28
اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی مرد یا عورت کی ناف میں داخل کرے تو جب تک منی نہ نکلے غسل فرض نہیں	28
اعتراض نمبر۱۸	28
ناپاک چادر میں نماز	28
اعتراض نمبر۱۹	30
نمازی کا کپڑا کسی سوکھے نجس مقام پر پڑتا ہو تو کچھ حرج نہیں	30

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعتراض نمبر ۱:

بہشتی زیور میں لکھا ہے اگر کوئی الٹا وضو کرلے کہ پاؤں پہلے دھولے پھر مسح کرے پھر دونوں ہاتھ دھو ڈالے یا کسی اور طرح الٹ پلٹ کر وضو کرے تو بھی وضو ہو جاتا ہے۔
(بہشتی زیور حصہ اول ص۴۶ مسئلہ نمبر ۱۸)

جواب:

معترض نے یہاں پر کئی خیانتیں کی ہیں۔

پہلی خیانت:

بہشتی زیور حصہ اول ص ۴۵ پر عنوان ہے وضو کا بیان۔ اس میں بالترتیب مکمل وضو کا طریقہ لکھا ہے اور شروع ہی یہاں سے کیا ہے کہ وضو کرنے والے کو چاہیے...... یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے...... اس طریقہ پر ہی سب حنفیوں کا عمل ہے لیکن معترض نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ یہ حق پوشی اور خیانت کن کا شیوہ ہے۔

دوسری خیانت:

بہشتی زیور حصہ اول ص۴۶، ج۱، مسئلہ نمبر ۱۸: سنت یہی ہے کہ اس طرح وضو کرے جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا۔ اور اگر کوئی الٹا وضو کرلے تو پہلے پاؤں دھو ڈالے پھر سر کا مسح کرے۔ پھر دونوں ہاتھ دھوئے پھر منہ دھو ڈالے اور کسی طرح الٹ پلٹ کر وضو کرے تو بھی وضو ہو جاتا ہے۔ لیکن سنت کے موافق وضو نہیں ہوتا اور گناہ کا خوف ہے۔ دیکھو اردو عبارت نقل کرنے میں اول اور آخر سے خط کشیدہ عبارت نہیں لکھی۔

تیسری خیانت:

اسی صفحہ پر مسئلہ ۱۶ میں بھی وضو کی ترتیب کو سنت لکھا ہے اور اس سے پہلے یہ بھی لکھا ہے وضو میں بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے۔ لیکن ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں ان کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے۔ اگر کوئی اکثر چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے ایسی چیزوں کو سنت کہتے ہیں۔ (ص ۴۶ ج ۱)

دیکھو ایک مسئلہ کے بیان میں تین خیانتیں وہ بھی اردو کتاب میں نہ تو فقہ پر اعتراض کرتے وقت ان کو اللہ کا فرمان یاد رہتا ہے۔

﴿وَأَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ﴾ (یوسف: ۵۲) "اور یہ کہ اللہ نہیں چلاتا فریب دغابازوں کا"

اور نہ فرمان رسول ﷺ یاد رہتا ہے کہ خیانت منافق کی عادت ہے۔

سنت دشمنی:

فقہ دشمنی نے ان کو سنت دشمنی تک پہنچا دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تاکید فرمایا ہے عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي میری سنت کو لازم پکڑو۔ بہشتی زیور میں سنت کے مطابق بالترتیب وضو کا مکمل طریقہ لکھا ہے اور اسی کی تاکید ہے کہ سنت کے مطابق وضو کرو اور سب سنی بہشتی زیور میں مذکورہ طریقہ کے مطابق سنت طریقہ سے وضو کرتے ہیں مگر یہ خود ساختہ اہل حدیث سنت پر عمل کرنے والوں کو دعوت عمل دے رہا ہے کہ تم خلاف سنت وضو کیا کرو جس کو بہشتی زیور میں خلاف سنت بھی کہا۔ یہ بھی کہا کہ خلاف سنت پر ثواب نہیں ملتا۔ اور یہ بھی لکھا کہ گناہ ہوتا ہے۔

حدیث دشمنی:

آنحضرت ﷺ کی عادت مبارک کو سنت کہتے ہیں آپ ﷺ کا باترتیب وضو تقر

۲۲ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت فرمایا جیسا کہ نصب الرایہ اور کشف النقاب کے مطالعہ سے ظاہر ہے اور یہ وضو امت میں عملاً بھی متواتر ہے۔ لیکن بعض اوقات بیان جواز کے لیے عادت مبارک کے خلاف بھی کوئی بات حدیث میں مذکور ہوتی ہے۔ مثلاً اسی مسئلہ میں مسند احمد، ابوداؤد اور مختارہ ضیاء میں حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا پہلے دونوں ہتھیلیاں تین بار دھوئیں اور تین بار چہرہ دھویا۔ پھر دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر سر اور کانوں کا مسح کیا۔

(احیاء السنن ص۳۶ ج۱)

اور دارقطنی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا طریقہ بیان فرمایا کہ کلی فرمائی ناک میں پانی ڈالا، چہرہ مبارک تین مرتبہ دھویا اور تین مرتبہ ہاتھ دھوئے اور تین مرتبہ پاؤں دھوئے پھر سر کا مسح فرمایا۔ (نصب الرایہ ص۳۵ ج۱)

اب دیکھیے امام احمد (م ۲۴۱ھ) میں، امام ابوداؤد (م ۲۷۵ھ) میں، امام دارقطنی (م ۳۸۵ھ) میں، امام ضیاء (م ۶۴۳ھ) میں گزرے ان چاروں حدیث کی کتابوں میں بے ترتیب وضو کا ذکر ہے۔ ان پر تو اعتراض نہیں کیا، اور نہ ہی معاذ اللہ حضور ﷺ پر اور اعتراض ہو تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب پر جو چودھویں صدی میں لکھی گئی۔

خلیفہ راشد سے دشمنی:

حدیث کی کتاب مصنف ابوبکر ابن ابی شیبہ ہے۔ یہ ابوبکر بن ابی شیبہ امام بخاری، امام داؤد اور ابن ماجہ کے استاد ہیں۔ ان کی وفات ۲۳۵ھ میں ہے۔ اس کتاب کے سب راوی خیر القرون کے ہیں۔ اس میں ص۵۵ ج۱، پر پورا باب ہے اس آدمی کے وضو کا بیان جو ہاتھ دھونے سے پہلے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل فرمایا ہے کہ مجھے پرواہ نہیں، جس طرح بھی وضو کروں اور جس عضو سے چاہوں شروع کروں اور دوسرا فرمان نقل فرمایا ہے۔ کوئی بات نہیں کہ میں دائیں عضو سے پہلے بایاں دھولوں۔ سیدنا علی

کرم اللہ وجہہ پر اس مسئلہ میں اعتراض نہ کرنا اور بہشتی زیور جو ۱۳۴۲ھ میں لکھی گئی۔ اس کے خلاف زبان درازی کرنا یہ بات عقل سے بالاتر ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم دشمنی:

امام ابوبکر بن ابی شیبہ ۲۳۵ھ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ م ۳۲ھ سے نقل فرماتے ہیں کوئی بات نہیں کہ تو وضو میں دونوں پاؤں دونوں ہاتھوں سے پہلے دھولے۔ (ص ۵۵ ج ۱) اس کے راوی مدینہ کے مشہور تابع امام مجاہد رحمہ اللہ ہیں۔ اس کے برعکس نہ کسی حدیث نبوی میں، نہ کسی خلیفہ راشد سے، نہ کسی اور صحابی سے، نہ کسی تابعی یا تبع تابعی سے ثابت ہے کہ سنت کے رہ جانے سے وضو ہوتا ہی نہیں۔ بلکہ یہ لوگ محدثین دشمنی میں بھی آگے آگے ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ (م ۲۷۹ھ) نے ترمذی شریف ص ۱۴، ج ۱ پر صراحت فرمائی ہے کہ سنت کے رہ جانے سے وضو ہو جاتا ہے لیکن اعتراض کرنے والا اتنا اندھا ہے اسے پتہ نہیں کہ وہ کس کس پر حملہ کر رہا ہے۔ یہ بات پھر یاد رکھیں کہ حدیث کی کتابوں میں دونوں طرح کی روایات ہیں با ترتیب وضو کی بھی اور بے ترتیب وضو کی بھی۔ لیکن فقہ نے صاف صاف سمجھا دیا کہ سنت تو با ترتیب وضو کرنا ہی ہے لیکن اگر کبھی کسی وجہ سے بے ترتیب ہو جائے تو اس وضو سے نماز ہو جائے گی اگرچہ ایک سنت کے ثواب سے محروم رہا اور اگر زیادہ دفعہ ایسا کرے گا تو گناہ بھی ہوگا۔ دیکھو ایک آدمی وضو کر کے مسجد میں آ گیا۔ دوسرے شخص نے دیکھ کر بتا دیا کہ کہنی کے قریب تھوڑی سی جگہ خشک رہ گئی ہے۔ اب اس نے صرف کہنی پر پانی بہا لیا۔ اب کہنی پاؤں کے بعد دھلی۔ وضو کی ترتیب ٹوٹ گئی۔ کیا کسی حدیث میں ہے کہ اس وضو سے اس کی نماز ادا نہیں ہوئی آہ! یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے کہ فقہ قرآن اور حدیث کے خلاف ہے۔

اعتراض نمبر ۲:

چھوٹی لڑکی سے اگر کسی مرد نے صحبت کی، جو ابھی جوان نہیں ہوئی تو اس پر غسل

واجب نہیں۔(بہشتی زیور حصہ اول ص ۷۵ مسئلہ نمبر ۵)

جواب:

جھوٹ اور خیانت کے بغیر غیر مقلدین کی کوئی بات نہیں ہوتی، بہشتی زیور میں آگے یہ بھی لکھا ہے لیکن عادت ڈالنے کے لیے اس سے غسل کرانا چاہیے۔(ص ۷۵ ج ۱)

یہ بتایا جائے کہ یہ مسئلہ کس آیت یا کس حدیث کے خلاف ہے۔

غیر مقلد نہ کوئی آیت پیش کر سکا اور نہ کوئی حدیث جس سے معلوم ہو گیا کہ اس کی یہ بات کہ "فقہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔" یہ قرآن پر بھی جھوٹ ہے، حدیث پر بھی جھوٹ ہے اور فقہ پر بھی جھوٹ ہے۔

رسول ﷺ دشمنی:

جناب رسول اقدس ﷺ کا فرمان تو یہ ہے کہ بچہ جب تک بالغ نہ ہو وہ مرفوع القلم ہے یعنی اس پر کچھ بھی فرض ہے نہ واجب، لیکن یہ غیر مقلد فقہ دشمنی میں رسول ﷺ دشمنی تک جا پہنچا۔ رسول پاک ﷺ نابالغ پر کچھ واجب نہیں کرتے مگر یہ غیر مقلد غیر واجب کو واجب کر رہے ہیں، چھوٹی لڑکی کو انزال ہی نہیں ہوتا۔ غیر مقلد کو بہشتی زیور کے اس مسئلہ پر تو اعتراض ہے جب کہ امام بخاری ؒ ۲۵۶ھ ائمہ اربعہ کے خلاف اس بات کے قائل ہیں کہ جوان عورت کو بھی انزال نہ ہو تو غسل کرلے تو زیادہ احتیاط ہے لیکن وضو بھی کافی ہے۔
(بخاری مع تیسیر الباری ص ۱۸۴ ج ۱) یہاں اعتراض کیوں نہ کیا۔

اعتراض نمبر ۳ (الف):

کتا، بلی، بندر، شیر وغیرہ کی کھال بنانے سے پاک ہو جاتی ہے۔

(بہشتی زیور ص ۶۱)

اعتراض نمبر ۳ (ب):

بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے۔

(بہشتی زیور حصہ اول ص ۶۱ مسئلہ ۲۳)

جواب:

دونوں اعتراض کا جواب اکٹھا ملاحظہ فرمائیں۔

خیانت کے بغیر حوالہ دینا شاید غیر مقلدین کے ہاں بہت بڑا گناہ ہے۔ بہشتی زیور میں آگے لکھا ہے بنائی ہو یا بے بنائی البتہ ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا۔ اور ان کا کھانا درست نہیں۔(بہشتی زیور ص ۶۱ ج ۱)

اچھا اب وہ آیت یا حدیث دکھائیں جو اس مسئلہ کے خلاف ہو ورنہ اعتراف کرو کہ ہم فقہ دشمنی میں اتنے آگے ہیں کہ قرآن وحدیث پر بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ آپ کی فقہ نبوی کی کتاب نزل الابرار من فقہ النبی المختار حصہ اول رجب ۱۳۲۸ھ میں شائع ہوئی۔ اس میں بھی یہی مسئلہ لکھا ہے: وما یطھر بالدباغة یطھر بالزکوة وھل یشترط لطھارة جلدہ کون الزکاة شرعیة فیه قولان. (ص ۳۰ ج ۱) جو دباغت سے پاک ہو جاتی ہے وہ ذبح سے بھی پاک ہو جاتی ہے اور کھال کے پاک ہونے میں شرعی ذبح کی شرط ہونے میں دو قول ہیں۔ یعنی ایک قول غیر شرعی ذبح یعنی جھٹکا سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے۔ جب یہ مسئلہ ۱۳۲۸ھ میں نبی پاک ﷺ کے سر ڈال کر شائع کر دیا گیا تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہوا۔ لیکن بہشتی زیور پر فوراً اعتراض کر دیا۔ کیا قرآن پاک نے ذبح کو زکوۃ فرمایا ہے یا نہیں۔ بہشتی زیور کے پہلے حصہ میں ۴۹ عقائد اور ۳۳۶ فقہی مسائل تھے۔ جن میں سے صرف تین مسائل پر غیر مقلد نے اعتراض کیے ان میں سے بھی کسی ایک کو بھی نہ قرآن کے خلاف ثابت کر سکا نہ حدیث کے۔ فللہ الحمد

اعتراض نمبر۴:

بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی بہنے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو اگر پھیلاؤ میں روپے کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے بغیر ہٹائے اگر نماز پڑھے تو ہو جائے گی اگر نجاست غلیظہ میں گاڑھی چیز لگ جائے۔ جیسے پاخانہ اور مرغی کی بیٹ وغیرہ۔ تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بے دھوئے ہوئے نماز درست ہے۔(بہشتی زیور ص۱۰۲ حصہ دوم مسئلہ نمبر۶ نجاست کے پاک کرنے کا بیان)

جواب:

خیانت اور فریب میں واقعی آپ لوگ اپنی مثال آپ ہیں، شیطان تو ایک سچ بول گیا تھا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو آیت الکرسی بتا گیا تھا جہاں پڑھی جائے یہ نہیں آتا۔ لیکن آپ کی قسمت میں زندگی میں شاید ایک بھی سچ نہیں۔ دیکھو آگے صاف لکھا ہے کہ لیکن نہ دھونا اور نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے۔ (ص۳، ج۲) اور درمختار و شامی میں صراحت ہے کہ مکروہ تحریمی ہے۔ اب آپ وہ آیت یا حدیث لکھوائیں جس میں اس مسئلہ کا صاف صاف غلط ہونا مذکور ہے۔ مگر قرآن وحدیث کا لفظ تو وہ صرف جھوٹ بولنے کے لیے بولتے ہیں۔ اب آیئے پہلے یہ پتہ کریں کہ نجاست غلیظہ کن کن کو کہتے ہیں۔

مسئلہ۲:

خون اور آدمی کا پاخانہ، پیشاب اور منی اور شراب اور کتے بلی کا پاخانہ اور پیشاب اور سور کا گوشت اور اس کے بال ہڈی وغیرہ اس کی ساری چیزیں اور گھوڑے، گدھے اور خچر کی لید اور گائے بیل بھینس وغیرہ کا گوبر اور بکری بھیڑ کی مینگنی غرضیکہ سب جانوروں کا پاخانہ اور مرغی اور بطخ اور مرغابی کی بیٹ اور گدھے اور سب حرام جانوروں کا پیشاب یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں۔(بہشتی زیور ص۲ حصہ۲)

اب ذرا آپ اپنی خودساختہ فقہ محمدی پڑھیں اس میں لکھا ہے، منی پاک ہے خشک ہو یا تر، گاڑھی ہو یا پتلی، حیض کے خون کے سوا سب خون پاک ہیں۔ شرمگاہ کی رطوبت بھی پاک ہے، شراب پاک ہے، ہر حلال اور حرام جانور کا پیشاب پاک ہے حتی کہ کتے کے پیشاب پاخانے کے ناپاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ اور صحیح یہ ہے کہ خنزیر اور کتے کا لعاب پاک ہے۔(نزل الابرار ص۴۹ ج۱)

خنزیر پاک ہے اگرچہ اس کا کھانا حرام ہے۔(بدور الاہلہ ص۱۶)

حلال اور حرام جانوروں کا دودھ پاک ہے۔(بدور الاہلہ ص۱۸)

اب غور کریں کہ فقہ حنفی میں خون، منی، شراب، ہر جانور کا پیشاب، خنزیر، گائے، بیل، بھینس کا گوبر، بکری بھیڑ کی مینگنی، مرغی بطخ اور مرغابی کی بیٹ، گدھے خچر اور سب حرام جانوروں کا پیشاب ایک درہم کے برابر لگا ہو تو نماز مکروہ ہو گی اور نمازی گناہ گار ہو گا۔ آپ کے ہاں یہ سب کی سب چیزیں پاک ہیں جب یہ پاک ہوئیں تو پھر پورا جسم بھی ان سے لت پت ہو، کپڑے بھی اور جانماز بھی تو آپ کے نزدیک بھی نماز ہو جائے گی۔

ہمارے ہاں انسان کا پیشاب پاخانہ اور حیض کا خون ناپاک ہیں۔ آپ کے ہاں یہ مسئلہ کہ ''ہر کہ جامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح ست'' (عرف الجادی ص۲۲)

یعنی نمازی کے کپڑے نجس ہوں (پیشاب پاخانہ خون حیض میں لت پت ہوں) تو بھی نماز صحیح ہے۔

کیوں کہ شرمگاہ چھپانا تو آپ کے ہاں ضروری نہیں جیسا کہ نواب نورالحسن بن نواب صدیق حسن نے لکھا ہے ہر کہ درنہیں نماز عورتش نمایاں شد نمازش صحیح ست۔

کہ نماز میں شرمگاہ ننگی رہے تو نماز صحیح ہے۔ (عرف الجادی ص۲۲)

استنجاء کا بیان:
ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی تین پتھروں سے استنجاء کرے تو وہ کافی ہے۔ (مسند احمد ص۱۰۸ ج۶، ص۱۳۳ ج۶۔ دارمی ص ۹۱۔ ابوداؤد ص۶ ج۱۔ نسائی ص۱۸ ج۱)

اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی روایت کرتے ہیں کہ تین پتھروں سے استنجاء کافی ہے۔ (مجمع الزوائد ص۲۱۱ ج۱ بحوالہ طبرانی)

اور حضرت عروہ کی مرسل حدیث میں ہے ثلاثة احجار تغنی فی الاستجاء. (مطالب العالیه ص۱۸ ج۱)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قول یہی ہے کہ پتھروں سے استنجاء کافی ہے اگرچہ پانی سے پاخانہ کا مقام نہ دھوئے۔ امام سفیان ثوری، عبداللہ بن المبارک، شافعی، احمد اور اسحاق یہی فرماتے ہیں۔ (ص ۱۰ ج۱)

اور پھر پانی استنجاء کے باب میں امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اہل علم حضرات اگرچہ پتھروں سے استنجاء کافی سمجھتے ہیں۔ لیکن پانی سے استنجاء کو بہتر سمجھتے ہیں۔ یہاں بھی ان ہی پانچ اماموں کے نام لکھے ہیں۔ (ترمذی ص ۱۱ ج۱)

اس بات میں شک نہیں کہ ڈھیلے سے نجاست بالکل ختم نہیں ہوتی خشک ہو جاتی ہے تو جب بالاتفاق پانی سے استنجاء کیے بغیر نماز جائز ہے تو اتنی مقدار قابل برداشت ہوئی۔ فقہاء اس مقام کا نام نہیں لیتے کیوں کہ احیاء ایمان کا شعبہ ہے مقام استنجاء کی تعبیر درہم سے کر دیتے ہیں۔ اور یہ تعبیر بھی صاحب بہشتی زیور نے نئی نہیں کی بلکہ امام ابوبکر بن ابی شیبہ (م۲۳۵ھ) نے درہم کا لفظ سعید المسیب (م۹۰ھ)، حکیم بن عتبہ (م۱۱۳ھ)، حماد بن ابی سلیمان (م۱۲۰ھ) زہری، ابراہیم نخعی (م۹۵ھ) سے نقل کی ہے۔ (ص ۴۲۹ ج۱)

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر نجاست ایک درہم یا اس سے کم ہوگی تو نماز ہوگئی مگر اس نے برا کام کیا۔ (المبسوط ص ٦٣ ج١)

اگر ایک درہم ہوگی تو اجماع ہے کہ نماز مکروہ ہوگی۔ (البحر الرائق ص٢٢٨ ج١)

اگر نجاست ایک درہم سے کم ہو تو دھونا مستحب ہے۔ ایک درہم کے برابر ہو تو دھونا واجب ہے اور ایک درہم سے زائد ہو تو دھونا فرض ہے۔ (منحة الخالق ص٢٢٨ ج١)

اس سے بڑھ کر سنئے! امام ترمذی رحمہ اللہ احادیث کے ساتھ ساتھ فقہاء کے مذاہب بھی نقل کرتے ہیں وہ باب غسل دم الحائض میں فرماتے ہیں "بعض اہل علم تابعین کا کہنا ہے کہ اگر (خون حیض) ایک درہم کے برابر لگا ہوا اور بے دھوئے نماز پڑھ لی تو نماز دہرانا ہوگی (مگر ان کا نام امام ترمذی نے ذکر نہیں کیا) اور ان تابعین میں سے بعض نے کہا کہ اگر درہم سے زیادہ لگا ہو اور نماز پڑھ لی تو نماز دہرانا ہوگی (ایک درہم پر دہرانا نہیں) اور یہی قول سفیان ثوری اور ابن المبارک کا ہے۔ اور بعض اہل تابعین تو کہتے ہیں کہ درہم سے زیادہ بھی لگا ہو تو نماز دہرانا ضروری نہیں یہی قول امام احمد اور اسحاق کا ہے۔ اور امام شافعی کا قول ہے کہ اگر ایک درہم سے کم ہو تو بھی نماز دہرائی جائے اور انہوں نے اس قول میں تشدد کیا ہے۔ (ص ٣٥ ج١)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کسی تابعی وغیرہ کا حوالہ امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کے ساتھ نہیں دیا اور ان کے قول کو اعتدال سے ہٹا ہوا اور سخت بھی فرما دیا ہے۔ چنانچہ آج تک شوافع اس قول کی سختی کو محسوس کر کے چھوڑ بھی دیتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "میرے استاد علامہ ابوطاہر شافعی نے اپنے شیخ الحسن العجیبی حنفی سے نقل کیا کہ وہ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم نجاست قلیلہ میں زیادہ تنگی اور عورتوں پر زیادہ تشدد نہ کیا کریں۔ اور اس بارے میں ہم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب اختیار کریں کہ درہم سے کم مقدار معاف ہے۔" ہمارے شیخ ابوطاہر (شافعی) اسی

قول کو پسند فرماتے تھے اور اسی پر عامل تھے۔(عقد الجید ص ۱۵۲)

اب ان اعتراض کرنے والے غیر مقلدین کا نہ کتب احادیث پر اعتراض نہ تابعین پر نہ امام ترمذی پر اور نزلہ بر عضو ضعیف مے ریزد کہ سارا غصہ بہشتی زیور پر۔ بلکہ ترمذی شریف سے تو معلوم ہوا کہ امام احمد ایک درہم سے زائد نجاست لگی ہو اور نماز پڑھ لی جائے تو بھی لوٹانا ضرور نہیں فرماتے۔

غیر مقلدو! تم صرف حنفیوں کو دعوت عمل دیتے ہو۔ سعودیہ کے حنابلہ کو دعوت عمل کیوں نہیں دیتے۔

اعتراض نمبر۵:

اگر نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصہ میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے۔

(بہشتی زیور حصہ دوم ص ۱۰۳ مسئلہ نمبر ۷ نجاست کے پاک کرنے کا بیان)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: اس عبارت سے آگے ہے کہ ''اگر چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں، یعنی اگر آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو۔ اگر کلی میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو۔ اگر دوپٹہ میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔ اسی طرح اگر نجاست خفیفہ ہاتھ میں لگی ہے تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے۔ اسی طرح اگر ٹانگ میں لگ جائے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔ غرضیکہ جس عضو میں لگے اس کی چوتھائی سے کم ہو اور اگر پوری چوتھائی ہو تو معاف نہیں، اس کا دھونا واجب ہے۔ یعنی بے دھوئے ہوئے نماز درست نہیں۔'' (ص ۳ ج ۲)

اور معاف ہونے کا مطلب بھی پچھلے مسئلہ میں آ گیا کہ نماز دہرانا ضروری نہیں۔

البتہ اتنی نجاست سے نماز پڑھنا مکروہ اور برا ہے۔ یہ بات بھی معترض نے بیان نہیں کی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نجاست خفیفہ کس کو کہتے ہیں؟

بہشتی زیور مسئلہ ۴: حرام پرندوں کی بیٹ اور حلال جانوروں کا پیشاب جیسے بکری، گائے، بھینس وغیرہ اور گھوڑے کا پیشاب نجاست خفیفہ ہے۔ (ص ۲ ج ۲)

یاد رہے جو چیزیں ہمارے ہاں نجاست خفیفہ ہیں، جیسے حلال جانوروں کا پیشاب، وہ غیر مقلدوں کے ہاں نجاست نہیں بلکہ پاک ہے۔ بلکہ صرف پاک ہی نہیں بوقت ضرورت ان کا کھانا پینا بھی جائز ہے۔ (فتاوی ثنائیہ ص ۲۷ ج ۲۔ فتاوی ستاریہ ص ۶۳ ج ۱)

آپ کب تک قرآن و حدیث کا نام لے کر جھوٹ بولتے رہیں گے۔ ایک دفعہ تو جھوٹ بولنے کی قسم توڑ دی اور اس مکمل حنفی مسئلہ کے خلاف ایک آیت یا ایک حدیث لکھوا دیں اور اپنے اس مکمل مسئلہ کے موافق ایک آیت یا ایک حدیث لکھوا دیں۔

اعتراض نمبر۶:

ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی۔ اس کو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جائے گا۔ (بہشتی زیور حصہ دوم ص ۱۰۵ مسئلہ نمبر ۲۶ نجاست کے پاک کرنے کا بیان)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: کہتے ہیں پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے لیکن جبلت (عادت) سے انسان نہیں ہٹ سکتا۔ یہاں بھی اگلی عبارت چھوڑ دی۔ آگے لکھا ہے: ''مگر چاٹنا منع ہے۔ یا چھاتی پر بچے کی قے کا دودھ لگ گیا۔ پھر بچے نے تین دفعہ چوس کر پی لیا تو پاک ہو گیا۔'' (ص ۵ ج ۲ مسئلہ نمبر ۲۶)

اس مسئلہ میں دو باتیں ہیں: ① نجاست چاٹنا منع ہے۔ اس کے خلاف آپ ایک آیت یا ایک حدیث لکھوا دیں کہ نجاست چاٹنا جائز ہے۔ ہم مان لیں گے کہ یہ مسئلہ قرآن یا

حدیث کے خلاف ہے۔ ② یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح پانی پاک بھی ہے اور پاک کرنے والا بھی ہے اسی طرح انسان کا تھوک پاک بھی ہے اور پاک کرنے والا بھی ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں: ''اگر ہمارے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا اور اس کو حیض کا کچھ خون لگ جاتا تو اس پر تھوک کر ناخن سے صاف کر لیتیں۔'' (بخاری:۳۱۲)

اور حضرت سعید بن جبیر ؒ روایت کرتے ہیں کہ تمام امہات المومنین ؓ ایسا ہی کرتی تھیں۔

اور حضرت امام حسن بن علی، عبداللہ بن عمر اور میمون بن مہران ؒ بھی تھوک سے خون کو صاف کر لیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۲۵ ج۱)

آپ میں ہمت ہے تو ایک آیت یا ایک حدیث دکھا دیں کہ انسانی تھوک نہ پاک ہے، نہ پاک کنندہ۔ عام طور پر ہر گھر میں یہ مسئلہ پیش آتا ہے کہ لڑکیاں جب گھر میں سوئی سلائی کا کام کرتی ہیں تو انگلی میں سوئی چبھ جاتی ہے اور خون نکل آتا ہے تو وہ دو تین مرتبہ اس کو چوس (چاٹ) کر تھوک دیتی ہیں۔ اس سے خون بھی بند ہو جاتا ہے اور انگلی بھی صاف ہو جاتی ہے تو ان کو سمجھانے کے لیے اگر لکھ دیا کہ یہ انگلی تو پاک ہو گئی مگر چاٹنا منع ہے تو یہ کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے؟

اعتراض نمبر۷:

کتے کا لعاب نجس ہے اور خود کتا نجس نہیں۔ سو اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا۔ چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا۔

(بہشتی زیور ص۶ ج۲ مسئلہ نمبر۴۱)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: اگلی عبارت چھوڑ دی ہے۔ ''ہاں اگر کتے کے بدن پر کوئی

نجاست لگی ہو تو اور بات ہے۔'' آپ کوئی آیت یا حدیث پیش فرمائیں جس سے اس مسئلہ کے دونوں حصے غلط ہو جائیں۔ یعنی فقہ میں ہے کہ کتے کا لعاب نجس ہے۔ آپ کے ہاں کتے کا لعاب بلکہ پیشاب اور پاخانہ بھی پاک ہے۔ آپ آیت یا حدیث پیش کریں کہ کتے کا لعاب، پیشاب اور پاخانہ پاک ہے۔ اور دوسرا حصہ یہ ہے کہ کتا خود نجس نہیں۔ آپ کے ہاں بھی یہی مسئلہ ہے اگر کتا خنزیر کی طرح نجس العین ہوتا تو اس سے شکار کرنے کی اجازت قرآن میں کیوں ہوتی؟ اور کھیت و مویشی کی رکھوالی کے لیے کتا رکھنے کی اجازت کیوں ہوتی؟ اور سنیے امام بخاری باب ۳۳ میں لکھتے ہیں کہ امام زہری اور امام سفیان کے نزدیک کتے کے جھوٹے پانی سے وضو جائز ہے۔

اور تیسیر الباری میں علامہ وحید الزمان غیر مقلد لکھتے ہیں: ''اس حدیث سے امام بخاری نے کتے کے پاک ہونے پر دلیل دی ہے۔'' (ص۱۸۱ ج۱)

اعتراض نمبر۸:

بہشتی زیور کا ایک اور مسئلہ بھی قرآن وحدیث کے خلاف ہے ''کسی کے لڑکا پیدا ہو رہا ہے، لیکن ابھی سب نہیں نکلا، کچھ باہر نکلا اور کچھ نہیں نکلا۔ ایسے وقت بھی اگر ہوش وحواس باقی ہیں تو نماز پڑھنا فرض ہے۔''

(بہشتی زیور ص۱۶۲ حصہ دوم مسئلہ نمبر۳ نفاس کا بیان)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: پہلے پورا مسئلہ پڑھیں پھر اس کے خلاف آیت یا حدیث پیش کریں۔

مسئلہ نمبر۱:

کسی کے لڑکا پیدا ہو رہا ہے، لیکن ابھی سب نہیں نکلا، کچھ باہر نکلا اور کچھ نہیں نکلا۔

ایسے وقت بھی اگر ہوش وحواس باقی ہیں تو نماز پڑھنا فرض ہے۔ قضا کر دینا درست نہیں۔ البتہ اگر نماز پڑھنے سے بچہ کی جان کا خوف ہو تو نماز قضا کر دینا درست ہے۔ اسی طرح دائی جنائی کو اگر یہ خوف ہو کہ اگر میں نماز پڑھنے لگوں گی تو بچہ کو صدمہ پہنچے گا، تو ایسے وقت میں دائی کو بھی نماز قضا کر دینا درست ہے۔ لیکن ان سب کو پھر جلدی قضا پڑھ لینا چاہیے (یعنی دائی کو ضروری کاموں سے فارغ ہونے کے بعد اور جننے والی کو پاک ہونے کے بعد جلدی کرنی چاہیے۔) (ص ٦٤ ج ٢)

یہ ہے مکمل مسئلہ۔ اب وہ کون سی آیت ہے۔ جس سے بقائمی ہوش وحواس اور خون نفاس آنے کے بغیر اسے آپ فرض نماز معاف کرتے ہیں۔

کون سا قاعدہ آپ نے لیا ہے۔ جس سے خدا کا فرض اس کو معاف کر رہے ہیں۔ فقہ اور قرآن وحدیث پر جھوٹ نہ بولیں۔ اگر آپ کے پاس اس کے خلاف قرآن وحدیث میں کوئی دلیل ہو تو پیش کریں۔

اعتراض نمبر ۹:

بہشتی زیور کا یہ مسئلہ بھی قرآن وحدیث کے خلاف ہے "نماز کے اول میں سبحانک اللھم پڑھنا بھول گئی یا رکوع میں سبحان ربی العظیم نہیں پڑھا یا سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ نہیں کہا۔ یا رکوع سے اٹھ کر سمع اللہ لمن حمدہ کہنا یاد نہیں رہا یا نیت باندھتے وقت کندھے تک ہاتھ نہیں اٹھائے یا اخیر تشہد میں درود شریف یا دعا نہیں پڑھی، یونہی سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔"

(بہشتی زیور ص ١٤١ حصہ دوم مسئلہ نمبر ٣٦ سجدہ سہو کا بیان)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: یہ جتنے کام اس مسئلہ میں گنے ہیں یہ سنت ہیں۔ دیکھو بہشتی

زیور ص ١٩، ج ٢۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی جان بوجھ کر چھوڑے گی تو نماز خلاف سنت ہو گی۔ (دیکھو ص ١٩ مسئلہ ٩، ص ٢٠، مسئلہ ١٠) اور سنت بھول کر رہ جائے تو سجدہ سہو نہیں ہوتا۔ سجدہ سہو واجب کے چھوڑنے پر ہوتا ہے۔ (دیکھو ص ١٨ مسئلہ ٥) اب اگر آپ کے پاس کوئی آیت یا حدیث ہے کہ سنت کے بھول کر رہ جانے پر بھی سجدہ سہو واجب ہے تو لائیے ورنہ بات بات پر قرآن وحدیث پر جھوٹ بولنے سے توبہ کیجیے۔

امام نسائی اپنی سنن میں باب باندھتے ہیں: کم از کم کتنی نماز جائز ہے اور ایک بدری صحابی کی حدیث دو سندوں سے نقل کی ہے کہ خود رسول اقدس ﷺ نے ایک آدمی کو نماز کا طریقہ سکھایا کہ قبلہ رو ہو کر ① اللہ اکبر کہہ (ہاتھ اٹھانے اور پھر ہاتھ باندھنے کا ذکر نہ فرمایا) ② پھر قرآن پڑھ (آمین کا کوئی ذکر نہ فرمایا) ③ اور رکوع کر (نہ رکوع کی تکبیر نہ تسبیح نہ سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد) ④ پھر سیدھا کھڑا ہو ⑤ پھر سجدہ کر (نہ سجدہ کی تکبیرات کا ذکر نہ تسبیحات کا) ⑥ پھر سیدھا بیٹھ ⑦ پھر سجدہ کر (نہ تکبیرات کا ذکر نہ تسبیحات کا، پھر نہ التحیات کا ذکر نہ درود کا نہ دعا کا نہ سلام کا)...... مگر اس کے بعد فرمایا جب تو نے یہ کام پورے کر لیے تو تیری نماز پوری ہے اور اگر ان میں سے کوئی کام چھوڑا تو تیری نماز ناقص ہے۔ رقم: ١٣١٥

اب بتائیے اگر اس حدیث پر آپ کو اعتراض نہیں تو بہشتی زیور پر کیوں اعتراض ہے اور سب سے اہم بات اس حدیث میں یہ ہے کہ جن مسائل پر غیر مقلدین ہر مسجد میں فساد اور ہر گھر میں فتنہ ڈالتے ہیں ان میں سے ایک مسئلہ بھی اس حدیث میں نہیں، نہ ٹانگیں اتنی چوڑی کرنا کہ جسم کارٹون بن جائے نہ سینے پر ہاتھ رکھنا۔ نہ فاتحہ نہ آمین، نہ رفع یدین۔ یہ بھی یاد رہے کہ یہ حدیث تقریباً صحاح ستہ کی ہر کتاب میں ہے۔

اعتراض نمبر ١٠:

بہشتی زیور کا ایک اور مسئلہ بھی قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ فرض کی پچھلی دو

رکعتوں میں یا ایک رکعت میں الحمد پڑھنی بھول گئی۔ چپکے کھڑی رہ (تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار کھڑی رہ، ورنہ نماز پھر سے لوٹادے) کہ رکوع میں چلی گئی تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں۔(بهشتی زیور حصه دوم ص ۱٤۱ مسئله نمبر ۳۷)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: اس سے پہلے بہشتی زیور ص ۲۰، ج ۲ مسئلہ نمبر ۱۷ میں ہے: "اگر پچھلی دو رکعتوں میں الحمد للہ نہ پڑھے، بلکہ تین دفعہ سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ کہہ لے تو بھی درست ہوگی۔ لیکن الحمد پڑھ لینا بہتر ہے۔ اور اگر کچھ نہ پڑھے تو (تین تسبیح کی مقدار) چپکی کھڑی رہے تو بھی حرج نہیں، نماز درست ہے۔" جب فرض کی تیسری چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنی واجب ہی نہیں، نہ قرآن میں اس کے وجوب کی دلیل ہے نہ حدیث میں۔ تو اس کا چھوڑنا ترک واجب نہ ہوا تو سجدہ سہو کیسے واجب ہوگا۔ وہ تو ترک واجب پر واجب ہوتا ہے۔ امام ابوبکر بن ابی شیبہ ۲۳۵ھ نے اپنی حدیث کی کتاب میں باقاعدہ باب باندھا ہے کہ جو تیسری چوتھی رکعت میں قرأت نہیں کرتے تھے، سبحان اللہ کہتے تھے۔ پھر اس باب کے تحت حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، ابراہیم نخعی اور اسود نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی طریقہ نقل کیا ہے۔ اور ان رکعتوں میں فاتحہ کے واجب ہونے کا کوئی باب نہیں باندھا۔ اب غیر مقلد کو نہ اعتراض حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ہے نہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر، نہ تابعین پر نہ ابن ابی شیبہ پر اس کو اعتراض ہے۔ صرف اور صرف بہشتی زیور پر اعتراض ہے۔

بہشتی زیور حصہ دوم میں تقریباً ساڑھے چار سو مسائل ہیں۔ ان میں سے صرف سات مسائل کے بارہ میں غیر مقلد نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ مسائل قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ لیکن وہ ایک کو بھی قرآن وحدیث کے خلاف ثابت نہ کر سکا۔ یہ اس پر قرض ہے کہ ان مسائل کو قرآن وحدیث کے خلاف اور باقی تقریباً چار سو پینتیس (۴۳۵) مسائل کو قرآن و

حدیث کے موافق ثابت کرے۔

اعتراض نمبر ۱۱:

ایک اور مسئلہ بہشتی زیور کا قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ "اگر کوئی دیہات میں رہتی ہو تو وہاں طلوع فجر کے بعد بھی قربانی دینا درست ہے۔"
(بهشتی زیور ص ۲۳۱ حصه سوم مسئله نمبر ٤ قربانی کا بیان)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: ص ۳۷، ج ۳ مسئلہ ۴، بقر عید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں۔ جب لوگ نماز پڑھ چکیں تب کرے۔ البتہ اگر کوئی کسی دیہات میں اور گاؤں میں رہتی ہو تو وہاں طلوع صبح صادق کے بعد بھی قربانی کر دینا درست ہے۔ شہر کے اور قصبہ کے رہنے والے نماز کے بعد ادا کریں۔ بتائیے یہ مسئلہ کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے۔ بات واضح ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں اور دن طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے۔ تو قربانی جائز ہوگی لیکن جہاں شہر اور قصبہ میں نماز عید پڑھی جاتی ہے وہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز عید کے بعد قربانی کریں۔ لیکن جس بستی میں عید کی نماز نہ پڑھی جاتی ہو۔ ان کے لیے تو کوئی آیت وحدیث نہیں کہ وہ قربانی کے لیے شہر کی عید کا انتظار کریں۔ غیر مقلد صاحب نے بہشتی زیور پر تو اعتراض جڑ دیا مگر یہ مسئلہ تو حدیث کی کتاب ترمذی میں بھی ہے۔ امام ترمذی، ترمذی شریف میں باب باندھتے ہیں: "نماز کے بعد قربانی کرنے کا بیان" پھر حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ نماز عید سے قبل قربانی ذبح نہ کرو۔

اس کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم اس کے قائل ہیں کہ شہر میں جب تک امام نماز عید نہ پڑھا لے قربانی نہ کرے اور ایک قوم نے اہل علم میں سے گاؤں والوں کو رخصت دی ہے کہ وہ طلوع فجر کے بعد قربانی کر لیں اور یہی قول

امام عبداللہ بن المبارک کا ہے۔(زیر رقم:۱۵۰۸)

یاد رہے بہشتی زیور حصہ سوم میں کل مسائل ۴۶۷ ہیں۔ان میں سے صرف ایک مسئلہ کے بارہ میں غیر مقلد نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔لیکن وہ ایک مسئلے کو بھی قرآن وحدیث کے خلاف ثابت نہ کر سکا۔یہ بھی اس پر قرض ہے اور باقی ۴۶۶ مسائل میں سے ہر مسئلہ کے موافق آیت یا حدیث پیش کرنا بھی اس پر قرض ہے۔لیکن یہ قرض چکانا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔

اعتراض نمبر۱۲:

نکاح ہو گیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ بچہ پیدا ہو گیا تو وہ بچہ شوہر ہی سے ہوگا۔ اس کو حرامی کہنا درست نہیں۔اگر شوہر کا نہ ہو تو وہ انکار کرے اور انکار کرنے پر لعان کا حکم ہو گا۔(بہشتی زیور حصہ چہارم ص۳۱۴ مسئلہ نمبر۹ لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان)

جواب:

غیر مقلد کی خیانت: بہشتی زیور کی مکمل عبارت: ''نکاح ہو گیا لیکن ابھی (رواج کے موافق) رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ بچہ پیدا ہو گیا (اور شوہر انکار نہیں کرتا کہ میرا بچہ نہیں ہے) تو وہ بچہ شوہر ہی سے (کہا جائے گا) حرامی نہیں (کہا جائے گا) اور (دوسروں کو) اس کا حرامی کہنا درست نہیں۔اگر شوہر کا نہ ہو تو وہ انکار کرے اور انکار کے بعد لعان کا حکم ہوگا۔''

اعتراض نمبر۱۳: (ص٣٦، ج٤، مسئله ٩)

میاں پردیس میں ہے اور مدت ہو گئی۔برسیں گزر گئیں کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا (اور شوہر اس کو اپنا ہی بتاتا ہے) تب بھی وہ (از روئے قانون شرع) حرامی

نہیں۔اسی شوہر کا ہے۔البتہ اگر شوہر خبر پا کر انکار کرے گا تو لعان کا حکم ہوگا۔

(ص٦٤، ج٤، مسئله ١٠) (بهشتی زیور مکمل مدلل ص٣٤٢)

جواب:

دونوں اعتراضوں کا جواب اکٹھا ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت تھانوی کی وضاحت:

۲۷ شعبان ۱۳۲۸ھ کو یعنی آج سے ۹۳ سال قبل حضرت نے خود ان دونوں مسئلوں کی وضاحت فرمائی کہ بہشتی زیور کے ان مسئلوں کا یہ مطلب نہیں کہ بدوں صحبت کے حمل رہ جاتا ہے اور وہ حمل اسی شوہر کا ہو جاتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان صورتوں میں اوپر دیکھنے والوں کو خود اسی کا یقین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں کہ ان میں صحبت نہیں ہوئی۔ پس ان کو شرعاً یہ اجازت نہیں کہ محض ظاہری دوری کو زن وشوہر میں دیکھ کر یہ کہہ دیں کہ جب ہمارے علم میں ان کے درمیان صحبت واقع نہیں ہوئی تو واقع میں بھی صحبت نہیں ہوئی اور یہ حمل حرام کا ہے اور یہ عورت حرام کار ہے اور یہ بچہ ولد الحرام ہے پس دیکھنے والوں کو یہ حکم لگانے کا حق نہیں۔ کیوں کہ کسی کو حرام کار یا حرام زادہ کہنا بہت بڑی تہمت ہے اور گناہ عظیم ہے۔اس کا منہ سے نکالنا بدوں قطعی دلیل کے جائز نہیں۔ بلکہ جب بعید سے بعید احتمال بھی وقوع صحبت کا رہے گا یوں سمجھیں گے کہ شاید یہی بعید صورت صحبت کی واقع ہوئی ہو اور دوسروں کو اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو۔ اور وہ بعید احتمال یہاں دو ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کسی بزرگ کی کرامت سے زن وشوہر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور ان میں صحبت واقع ہوئی ہو۔

دوسرے یہ کہ کسی جن نے دونوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہو اور صحبت ہو گئی ہو اور حمل رہ گیا ہو اور بزرگوں کی کرامت اور جن کا تصرف اہل سنت والجماعت کے نزدیک شرعاً، عقلاً اور وقوعاً ثابت ہے۔اور گو اس کا احتمال بعید ہی ہو لیکن ہم مسلمان عورت کو تہمت سے بچا ز

کے لیے اور بچہ کو عار سے بچانے کے لیے اس احتمال کو ممکن مانیں گے۔ اور یوں کہیں گے کہ شاید ایسی ہی صورت ہوئی ہو۔ اور بعض صورتوں میں ممکن ہے کہ شوہر اسی طرح خفیہ آیا ہو جیسے بعض اشتہاری مجرم رات کو اپنے گھر آ جاتا ہے اور رات ہی کو چلا جاتا ہے۔ اس لیے اس حمل کو اس شوہر کی طرف منسوب سمجھیں گے اور نسب کو ثابت مانیں گے۔ البتہ خود شوہر کو اس کا علم قطعی ہو سکتا ہے کہ میں نے صحبت کی ہے یا نہیں۔ سو اس کو شرعاً مجبور نہیں کیا گیا کہ خواہ مخواہ تو اس بچہ کو اپنا ہی مان، بلکہ اس کو اختیار دیا گیا ہے۔ اگر تو نے صحبت نہیں کی ہے تو اس نسب کو نفی کر سکتا ہے۔ مگر چونکہ حاکم شرع کو کسی دلیل قطعی سے خود شوہر کا راست گو ہونا یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکتا، بلکہ احتمال ہے کہ کسی اور رنج وغصہ سے عورت کو بدنام کرتا ہو۔ اس لیے اس کے نفی کرنے پر حاکم شرع سکوت نہ کرے گا۔ بلکہ مقدمہ قائم کر کے لعان کا قانون نافذ کرے گا۔ پھر لعان کے بعد دوسروں کو بھی شرعاً اجازت ہو گی کہ اس بچہ کو اس شوہر کا نہ کہیں گے۔ کیوں کہ اب قانون شرعی سے اس بچہ کا نسب کٹ چکا ہے یعنی شرعاً جبر نہیں کہ اب بھی اسی کا مانو، بلکہ قانوناً اس سے منقطع سمجھیں گے اور واقعہ کے اعتبار سے پھر یوں کہیں گے کہ غیب کا علم خدا تعالیٰ کو ہے۔ اسی طرح عورت کی نسبت کہیں گے کہ خدا کو خبر ہے کہ مرد سچا ہے یا عورت۔ (ضمیمہ بہشتی زیور ص ۴۳، ۴۷، حصہ چہارم)

کسی بچہ کے نسب کی نفی کرنا اس کو قتل کر دینے سے بھی سخت ہے کہ اب اس کا کوئی والی وارث نہیں۔ اور اس کی والدہ بلکہ پورے خاندان کی عزت کا برباد کرنا ہے۔ اگر نسب کا مدار دھوسوں پر رکھا جائے تو میاں بیوی کے اکٹھے رہتے ہوئے بھی ایسی صورتیں سامنے آتی ہیں کہ میاں بیوی لعان کر رہے ہیں۔ اس لیے نسب اس سے ثابت ہو گا جس کے نکاح میں ہے۔ یہ حدیث بخاری ۲۰۵۳، مسلم ۱۴۵۷، ابوداؤد ۲۲۷۳، ترمذی ۱۱۵۷، نسائی ۳۵۱۲، ابن ماجہ ۲۰۰۴ پر ہے۔ صرف مسند احمد میں ۲۵ جگہ ہے۔ اس لیے اس اٹل قانون کو توڑنے کا کسی

غیر کو کوئی حق نہیں۔ ہاں خاوند کو یہ حق ہے کہ اگر اسے یقین ہے کہ بچہ اس کا نہیں تو وہ انکار کر دے لیکن اس کے صرف انکار سے بھی یہ قانون نہیں ٹوٹے گا۔ باقاعدہ عدالت میں مقدمہ دائر کر کے عدالت لعان کے بعد بچہ کے نسب کی نفی کرے گی۔ جب خود خاوند بھی صاف انکار سے اس قانون کو نہیں توڑ سکتا، صرف عدالت لعان کے بعد فیصلہ دے گی تو ''مادشما'' (ہم اور آپ) کو انکار نسب کا کوئی قانونی حق نہیں۔ بہشتی زیور حصہ چہارم میں تقریباً پونے تین سو مسائل ہیں، جن میں سے صرف دو مسئلوں کے بارہ میں غیر مقلد نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا کہ یہ قرآن وحدیث کے خلاف ہیں۔ مگر ایک کو بھی قرآن وحدیث کے خلاف ثابت نہ کر سکا۔ ان بے چاروں کو نہ فقہ کا علم ہے نہ قرآن کا نہ حدیث کا۔ اگر یہ غیر مقلد ان دو مسئلوں کے خلاف اور باقی مسائل کے موافق آیات واحادیث لکھ دے تو ہم برملا اعتراف کریں گے کہ خود ساختہ اہل حدیثوں میں بھی ایک شخص واقعتاً قرآن وحدیث کا علم رکھتا ہے۔

اعتراض نمبر۱۴:

ناپاک تیل یا چربی کا صابن بنالیا جائے تو پاک ہو جائے گا۔

(بہشتی گوہر ص ٤١٦ مسئلہ ٢٧ پاکی ناپاکی کے بعض مسائل)

جواب:

غیر مقلد نے حصہ چہارم کے بعد بہشتی زیور کے بقایا چھ حصوں پر کوئی اعتراض نہیں کیا اب یہ اعتراض گیارہویں حصہ پر کیا ہے، جو بہشتی گوہر کے نام سے مشہور ہے۔

اس مسئلہ کے خلاف نہ کوئی آیت قرآنی پیش کر سکا اور نہ کوئی صحیح صریح غیر معارض حدیث۔ اس مسئلہ کا تعلق تبدیلی ماہیت سے ہے۔ اس کا بیان خود بہشتی زیور میں موجود ہے۔ تبدیلی ماہیت سے بھی احکام بدل جاتے ہیں۔ مثلاً انگور کا پانی پاک ہے۔ لیکن جب کہ وہ ایک دوسری چیز شراب بن گیا تو وہ نجس ہو گیا۔ اور شراب جب پھر دوسری چیز بن گئی یعنی سرکہ ہو گئی تو پاک ہو گئی۔ تبدیل ماہیت کے یہ معنی ہیں کہ ایک چیز ایسی دوسری چیز بن

جائے جس کا حکم شے اول کے بالکل خلاف ہے۔ مثلاً ناپاک چیز ایک ایسی چیز کی طرف مستحیل ہوگئی کہ وہ چیز پاک ہے تو وہ ناپاک چیز پاک ہوگئی۔ جیسے کھاد (گوبر، گوں وغیرہ) ناپاک ہے مگر جب مٹی ہوگئی تو مٹی ایک پاک چیز ہے۔ اب وہ پاک ہوگئی۔ یا انڈا پاک ہے، مگر جب خون بن گیا تو خون ایک ناپاک چیز ہے تو انڈا ناپاک ہوگیا اور جب وہ خون گوشت کا لوتھڑا بن گیا تو گوشت ناپاک چیز ہے۔ پھر پاک ہوگیا۔ (بہشتی زیور ص ۱۰۸ ج ۹)

اور آپ کی فقہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ ماہیت بدلنے سے چیز پاک ہو جاتی ہے۔ جیسے گدھا نمک کی کان میں گرا اور وہ نمک بن گیا تو پاک بھی ہے حلال بھی۔ اسی طرح خنزیر نمک کی کان میں گر کر نمک بن گیا تو پاک بھی ہوگیا اور حلال بھی۔ (نزل الابرار ص ۵۰ ج ۱)

اعتراض نمبر ۱۵:

ایک مسئلہ بہشتی گوہر کا یہ بھی قرآن وحدیث کے خلاف ہے "کہ وضو کے بعد اگر کسی عضو کے نہ دھونے کا شبہ ہو، لیکن وہ عضو متعین نہ ہو تو ایسی صورت میں شک رفع کرنے کے لیے بائیں پاؤں کو دھو ڈالے۔" (بہشتی گوہر ص ۴۲۱ مسئلہ نمبر ۶ حدث اصغر کا بیان)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: پورا مسئلہ یوں ہے: "وضو کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہ ہو، لیکن وہ عضو متعین نہ ہو ایسی صورت میں شک رفع کرنے کے لیے بائیں پیر کو دھوئے۔ اسی طرح اگر وضو کے درمیان کسی عضو کی نسبت یہ شبہ ہو تو ایسی صورت میں اخیر عضو کو دھوئے۔ مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بعد شبہ ہوا تو منہ دھو ڈالے اور اگر پیر دھوتے وقت یہ شبہ ہوا تو کہنیوں تک ہاتھ دھو ڈالے۔ یہ اس وقت ہے اگر کبھی کبھی شبہ ہو۔ اگر کسی کو اکثر اس قسم کا شبہ ہوتا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس شبہ کی طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کو کامل سمجھے۔ (بہشتی گوہر ص ۱۵)

یہ ہے پورا مسئلہ، اب اس کے خلاف کوئی آیت یا حدیث پیش کریں۔ اور ایک آیت یا حدیث اس پر پیش کریں کہ اگر کسی کو یہ مسئلہ پیش آ جائے تو قرآن وحدیث میں اس کے لیے کیا حکم ہے۔

فقہ حنفی کا یہ مسئلہ تو عین اس حدیث کے موافق ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دع ما یریبك الی ما لا یریبك رواہ الترمذی وابن حبان۔

"جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اس سے نکل کر جو شک سے بچائے اسے اختیار کرو۔"

افسوس کہ فقہ دشمنی نے ان لوگوں کو حدیث دشمنی تک پہنچا دیا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۶:

کپڑا لپیٹ کر جماع کرنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔

(بہشتی گوہر، باب جن صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا ص ۴۲۳)

جواب:

غیر مقلدین کی خیانت: یہ مسئلہ بھی خیانت کر کے کانٹ چھانٹ کر کے نقل کیا ہے بہشتی گوہر میں ہے: "اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے میں کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا۔ بشرطیکہ کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اور جماع کی لذت اس کی وجہ سے محسوس نہ ہو۔ مگر احوط یہ ہے کہ غیبت حشفہ سے غسل واجب ہو جائے گا۔"

(بہشتی گوہر ص ۱۷ مسئلہ نمبر ۳)

اب بتایا جائے کہ وہ کون سی آیت یا حدیث ہے جس کے خلاف یہ مسئلہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان تو یہ ہے کہ جب دونوں ختنوں کا موقع آپس میں مل جائیں تو غسل لازم ہے۔ انزال ہو یا نہ ہو۔ (مسلم) اور یہاں کپڑے کے اتنا موٹا ہونے کی وجہ سے التقاء ختانین نہیں ہوا تو غسل کیسے فرض ہوگا۔ مگر پھر بھی حضرت تھانوی نے فرمایا ہے کہ

احتیاطاً غسل کرے۔

اور امام بخاری ؒ تو فرماتے ہیں کہ بغیر کپڑے کے بھی التقاء ختانین ہو جائے تو غسل فرض نہیں صرف احوط ہے اور آپ کی کتاب نزل الابرار میں لکھا ہے کہ

ولو لف الحشفة بخرقة لم اولجها فان وجد لذة الجماع اغتسل والا لا. (ص ٢٤ ج ١)

"اگر حشفہ پر کپڑا لپیٹ لے پھر اس کو داخل کرے، اگر جماع کی لذت پائے تو غسل فرض ہے ورنہ نہیں۔" یہاں تو احتیاط کا نام ونشان تک نہیں۔

اعتراض نمبر ١٧:

اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی مرد یا عورت کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔ (بہشتی گوہر، باب جن صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا ص ١٨ مسئلہ نمبر ١٠)

جواب:

بتائیے یہ مسئلہ کس آیت یا حدیث کے خلاف ہے۔ امام بخاری ؒ تو صاف فرماتے ہیں کہ مخصوص جگہ میں داخل کرنے سے بھی غسل فرض نہیں ہوتا، حالانکہ یہ بات حدیث کے صاف الفاظ کے خلاف ہے۔ (مسلم)

اور ائمہ اربعہ کے بھی خلاف ہے اور بہشتی گوہر کا مسئلہ نہ کسی آیت کے خلاف، نہ کسی حدیث کے خلاف، نہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے خلاف، مگر فقہ سے دلی بغض ان کو ایسے بے ہودہ اعتراضات پر مجبور کرتا ہے۔

اعتراض نمبر ١٨:

بہشتی گوہر میں ہے: "اگر کوئی چادر اس قدر بڑی ہو کہ اس کا نجس حصہ (اوڑھ کر نماز پڑھتے ہوئے) نماز پڑھنے والے کے اٹھنے بیٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اور اسی

بشرطیکہ وہ بچہ

طرح اس چیز کو بھی پاک ہونا چاہیے جس کو نماز پڑھنے والا اٹھائے ہوئے ہو۔ مثلاً نماز پڑھنے والا کسی بچے کو اٹھائے ہوئے ہو اور اس بچہ کا جسم یا کپڑا نجس ہو۔ اور وہ بچہ خود اپنی طاقت سے رکا ہوا نہ ہو تب تو اس کا پاک ہونا نماز کی صحت کے لیے شرط ہے۔ اور جب اس بچہ کا بدن کپڑا اس قدر نجس ہو جو مانع نماز ہے تو اس صورت میں اس شخص کی نماز درست نہ ہوگی۔ اور خود اپنی طاقت سے رکا ہوا بیٹھا ہے تو کچھ حرج نہیں۔ اس لیے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے۔ پس یہ نجاست اس کی طرف منسوب ہوگی۔ اور نماز پڑھنے والے سے کچھ اس کا تعلق نہ سمجھا جائے گا۔ اس طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی ایسی نجس چیز ہو جو اپنی جائے پیدائش میں ہو، اور خارج میں اس کا کچھ اثر موجود نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ مثلاً نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا بیٹھ جائے اور اس کے منہ سے لعاب نہ نکلا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اس لیے کہ اس کا لعاب اس کے اندر ہے اور وہی اس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے۔ پس مثل اس نجاست کے ہوگا جو انسان کے پیٹ میں رہتی ہے۔ جس سے طہارت شرط نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا انڈا جس کی زردی خون ہوگئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو، تب بھی کچھ حرج نہیں۔ اس لیے کہ اس کا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے، خارج میں اس کا کچھ اثر نہیں۔ بخلاف اس کے کہ اگر شیشی میں پیشاب بھرا ہو۔ اور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ منہ اس کا بند ہو۔ اس لیے کہ یہ پیشاب ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پیشاب پیدا ہوتا ہے۔

(بہشتی گوہر، نماز کی شرطوں کا بیان، مسئلہ نمبر ا ص ٢٩)

جواب:

اس مسئلہ کے خلاف کوئی آیت یا حدیث ہو تو اس کو لکھ کر ترجمہ بھی لکھیں اور اگر نہ لکھ سکو تو قرآن حدیث کا نام لے کر جھوٹ بولنے سے توبہ کرو۔ اور اس ...

ہاں بدور الاہلہ میں نواب صدیق حسن خاں نے لکھا ہے کہ سر پر گندگی اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے۔(بدور الاھلہ ص ۳۹)

اور نجس کپڑوں میں قصداً بلا عذر نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے کہ نماز کے صحیح ہونے کے لیے کپڑوں کا پاک ہونا شرط نہیں۔(بدور الاھلہ ص ۳۹)

ذرا کوئی آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض بات تو لکھیں۔ جن سے آپ کے یہ دونوں مسئلے ثابت ہوں۔ ہاں ذرا اپنے مذہب کے ان مسائل کے موافق بھی ایک ایک آیت یا ایک ایک حدیث صحیح صریح غیر معارض لکھیں۔

علامہ وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: ''کتا اور اس کا لعاب ہمارے محققین اہل حدیث کے ہاں پاک ہے۔'' (نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱)

علامہ وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: ''کتے کی کھال کا ڈول اور مصلیٰ بنانا جائز ہے۔''
(نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱)

علامہ وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: ''کتے کو اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز جائز ہے۔''
(نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱)

علامہ وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: ''کتے نے کپڑے یا بدن کو کاٹا، اگرچہ لعاب لگ گیا ہو تو بھی کپڑا اور جسم پاک ہے۔'' (نزل الابرار ص ۳۰ ج ۱)

دیکھیے آپ کے ہاں یہ مسائل نبی ﷺ کی فقہ کے ہیں، کسی امتی امام کی فقہ کے نہیں ہیں۔

اعتراض نمبر ۱۹:

اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی (سوکھے) نجس مقام پر پڑتا ہو تو کچھ حرج نہیں۔ (بہشتی گوہر، باب نماز کی شرطوں کا بیان ص ۳۰ مسئلہ نمبر ۶)

جواب:

بتائیے یہ مسئلہ کس آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض کے خلاف ہے۔ نماز کے لیے طہارت مکان نماز شرط ہے نہ کہ گردونواح بھی اور طہارت بدن اور طہارت لباس شرط ہے جب کہ آپ کے ہاں نہ مکان نماز کا پاک ہونا شرط ہے نہ بدن نمازی کا پاک ہونا شرط ہے۔ اور نہ ہی نماز کے کپڑوں کا پاک ہونا شرط ہے نہ ہی نمازی کی اٹھائی ہوئی چیزوں کا پاک ہونا شرط ہے۔ اور آپ کے نزدیک انسان میں سے صرف اس کا پیشاب، پاخانہ، اور خون حیض نجس ہے۔

خاتمہ:

بہشتی زیور کے ہزاروں مسائل میں سے انیس مسائل کو غیر مقلدین نے خلاف قرآن وحدیث قرار دیا تھا۔ مگر ایک مسئلہ کو بھی نہ قرآن کے خلاف ثابت کر سکا نہ احادیث کے۔ گویا قرآن حدیث کا نام لے کر جھوٹ ہی بولا، جو بہت بڑا گناہ ہے۔

آخر میں گزارش یہی ہے کہ آج کل دین بے زاری کا دور ہے۔ اور دین بے زاری غیر مقلدین کی ہی حرکتوں کا نتیجہ ہے۔ اس وقت ملک کے کونے کونے سے اطلاعات آ رہی ہیں کہ بیسیوں غیر مقلد ہر شہر میں منکر حدیث ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن خود ساختہ اہل حدیث ان کو راہ راست پر لانے کے لیے (نہ تحریراً نہ تقریراً) کوئی کوشش نہیں کر رہے۔ آپ کے اس قسم کے پمفلٹ امت کو دین بے زاری کے سوا کچھ نہیں دے رہے۔ اس گناہ کو چھوڑ کر توبہ کریں، ورنہ اب آپ اپنے لائے ہوئے سیلاب انکار حدیث کو روکنے سے عاجز ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ دین حق پر استقامت نصیب فرمائیں اور غیر مقلدین کے وساوس سے محفوظ فرمائیں۔ (آمین)

فتنۂ فرق باطلہ کو سمجھنے اور سمجھانے کیلئے مکتبہ شیخ الاسلام ومکتبہ صفدریہ کی اہم مطبوعات

- جی ہاں! فقہ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے
- فرقہ اہل حدیث پاک وہند کا تحقیقی جائزہ
- فرقہ بریلویت پاک وہند کا تحقیقی جائزہ
- صراط مستقیم (برائے خواتین)
- نماز اہل السنۃ والجماعۃ
- تراویح کا مسئلہ متنازع نہ بنایا جائے
- عقائد اہل السنۃ والجماعۃ
- رسائل گھمن (چار رسائل کا مجموعہ) "ہندی"
- فضائل ومسائل قربانی
- حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ
- ۲۰ رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے
- کیا اہل عرب غیر مقلد ہیں؟
- کیا مقلد کی نماز غیر مقلد کے پیچھے جائز ہے؟
- تحفۃ الایضاح فی شرح مقدمہ ابن صلاح
- سوال گندم جواب چنا
- تبلیغی جماعت اور مشائخ عرب
- غیر مقلد مناظر کا غیر مقلدیت سے توبہ
- سلفی کون حنفی یا غیر مقلد
- حقائق الفقہ بجواب حقیقۃ الفقہ (اول)
- ہم اہل سنت والجماعت کیوں ہیں؟
- بہشتی زیور پر اعتراضات کے جوابات
- ننگے سر نماز غیر مقلد علماء کی نظر میں
- المہند اور اعتراضات کا علمی جائزہ
- فرقہ جماعت المسلمین کا تحقیقی جائزہ
- کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ
- صراط مستقیم کورس (برائے مرد)
- نماز اہل السنۃ والجماعۃ "ہندی"
- اصول مناظرہ
- فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ
- فرقہ اہل حدیث کا مقصد احیاء سنت یا افتراق امت
- ہدایہ علماء کی عدالت میں
- خطبات گھمن (اول، دوم، سوم)
- شادی کی پہلی دس راتیں
- عورتوں اور مردوں کی نماز میں فرق
- چالیس مسئلوں کی چالیس حدیث
- غیر مقلدین کی غیر مستند نماز
- ہوالکذاب
- ڈاکٹر ذاکر نائیک خیالات ونظریات
- رسائل رد غیر
- غیر مقلدین کا اصلی چہرہ
- فتاویٰ عالمگیری پر اعتراضات کے جوابات
- دلائل احناف
- مسائل اربعہ غیر مقلد علماء کی نظر میں
- جرابوں پر مسح غیر مقلد علماء کی نظر میں



MAKTABA SAFDARIYA DEOBAND
Mob:09808452070/8881030588/09322471046
Email:msislam829@gmail.com